امام دارقطنی

از

(جناب مولانا ابوسلمہ شفیع احمد بہاری استاذ مدرسہ عالیہ کلکتہ)

دارقطنی چوتھی صدی کے ان مشہور محدثین میں سے ہیں جن کو مورخ کبھی فراموش نہیں کرسکتا اور بغیر ان کے تذکرہ کے چوتھی صدی کی تاریخ نامکمل ہوگی۔

نام ونسب | نام علی کنیت ابوالحسن اور حافظ بغدادی کے نام سے مشہور ہیں[1] اب وطن کی نسبت سے دارقطنی کہتے ہیں، سلسلۂ نسب یہ ہے ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن دینار بن عبداللہ الدارقطنی البغدادی[2] بعض تذکروں میں مسعود اور دینار کے درمیان ایک اور نام نعمان کا اضافہ ہے[3]

وطن | دارقطن بغداد میں ایک بڑا محلہ کرخ اور نہر عیسیٰ بن علی کے درمیان واقع ہے[4] اسی محلہ میں عباسی خلیفہ المقتدر باللہ کے زمانہ میں ماہ ذی القعدہ[5] ۳۰۶ھ مطابق ۹۱۹ء[6] میں پیدا ہوئے طاش کبریٰ زادہ م ۹۶۲ نے لکھا ہے کہ ولد سنۃ خمس اوست ثلثمائۃ[7] لیکن یہ شک صحیح نہیں کیونکہ تمام تذکرہ نویس متفق ہیں کہ ان کی پیدائش ۳۰۶ھ میں ہوئی اور خود دارقطنی کا بھی بیان ہے ولدت سنۃ ست وثلثمائۃ[8] لہٰذا دارقطنی کے اس بیان کے بعد کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی ہے۔

دارقطن ارباب علم وفضل کا گہوارہ رہا ہے اسی محلہ میں محمد بن احمد بن عبداللہ بن زیاد القطان[9] اقامت کرتے تھے اور اسی خطۂ پاک کے محمد بن زیاد بن ہارون الدارقطنی م ۳۵۱ اور ابوالفرج محمد

---

[1] کشف الظنون [2] بستان المحدثین [3] تعلیق المغنی [4] معجم البلدان [5] دول الاسلام الذہبی [6] ابن خلکان [7] اعلام ج ۲ [8] مفتاح السعادۃ ج ۲ [9] کتاب الاوہامات والتتبع، نسخۂ خطیہ کتب خانۂ علم وحکمت پیلوا شریف۔

[10] معجم الادباء ج ۱۷ [11] ایضاً ج ۱۸

بن الحسن الدارقطنی ہیں سمعانی صاحب کتاب الانساب جب ادھر سے گذر رہے تھے تو ان کے رفیق شیخ سعداللہ بن محمد المقری نے دارقطن میں اپنی مسجد دکھائی تھی[۲]

تعلیم دارقطنی نے ابتدائی تعلیم بغداد میں حاصل کی پھر علوم وفنون کی تحصیل کے لئے کوفہ بصرہ شام، واسط اور مصر وغیرہ کی بادیہ نوردی کی۔ وقت کے ائمہ فن اور اساطین حدیث سے فیض واکتساب کرکے ائمہ وقت کی صف میں شامل ہوئے علم حدیث اور معرفت علل اسمائے رجال میں وہ کمال پیدا کیا کہ محدثین کے بیان کے مطابق یہ فن انہی پر ختم ہوگیا"[۳]

حلقۂ درس تکمیل علوم وفنون کے بعد مسند درس پر جلوہ افروز ہوتے اور اس میں بھی ایسی شہرت ہوئی کہ اطراف وجوانب سے تشنگان علوم جوق درجوق ان کے حلقہ درس میں شامل ہونے لگے اور اس درسگاہ نے بڑے بڑے علماء اور فضلاء کو پیدا کیا۔

اساتذہ ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز البغوی م ۳۱۰، ابوبکر محمد بن حسن نقاش م ۳۵۱ ابوسعید اصطخری، ابوسعید القزار، محمد بن الحصین الطبری، ابوبکر بن مجاہد، ابراہیم بن عبداللہ الصفار م ۳۲۵، ابوبکر بن ابی داؤد م ۳۱۶، یحییٰ بن محمد بن صاعد م ۳۱۸، ابن درید، ابن بیبرد علی بن عبداللہ بن مبشر، محمد بن القاسم المحاربی، ابوعلی محمد بن سلیمان المالکی، ابوعمر القاضی ابوجعفر احمد بن اسحاق بن بہلول التنوخی م ۳۱۰، ابن زیاد النیسابوری م ۳۲۴، قاضی بدرالدین الہیثم، احمد بن القاسم الفرائضی، حسین محاملی، عمر بن احمد بن علی القطان، محمد بن عبداللہ بن غیلان، محمد بن اسحاق ابن عبدالرحیم، الحسن بن رشیق العسکری م ۳۷۰، ابواحمد حمزۃ بن محمد الدہقان العقبی، ابوزید محمد بن محمد بن احمد القاشانی الفقیہ م ۳۷۱، ابوبکر محمد بن محمد بن احمد الامکانی، ابوبکر احمد بن محمد بن عیسیٰ، ابوبکر محمد بن علی بن الحسین النقاش نزیل تنیس م ۳۶۹، حسین بن احمد بن رستم المعروف بابن زنبور الماذرائی، ابوبکر محمد بن جعفر الصیرفی اسماعیل الخطبی م ۳۵۰، محمد الدارقطنی م ۳۵۱، احمد بن سہل ابوبکر الرملی المعروف بابن النابلی ابن عقدہ م ۳۳۲، ابن الانباری م ۳۲۸، ابوحفص عمر بن احمد المروزی م ۳۲۵،

[۱] تذکرہ ج ۳ [۲] انساب [۳] اشعۃ اللمعات

ابو بکر احمد بن سلیمان البغدادی م ۳۴۸، الختلی ابو عبداللہ عبدالرحمن، علی بن الفضل السلمی م ۳۴
محمد بن حمدویہ المعروف بالغازی م ۳۲۱، احمد بن عبید، محمد بن عبداللہ البغدادی م ۳۵۴
دعلج بن احمد م ۳۵۱، عبدالباقی بن قانع البغدادی م ۳۵۱، ابو احمد حامد بن احمد بن محمد بن
احمد المروزی م ۳۴۸، ابو بکر محمد بن عمر بن محمد بن الجعابی م ۳۵۵، ابو سعید احمد بن محمد الحنفی النوقانی
م ۳۵۰، حمزہ بن محمد ابو القاسم الکنانی المصری م ۳۵۷، ابو اسحاق ابراہیم بن حماد الازدی م ۳۲۳[1]
ابو عبداللہ الحسین بن اسماعیل م ۳۳۰، محمد بن نوح م ۳۲۱، محمد بن احمد بن حفص م ۳۲۱
ابو طالب احمد بن نصر بن طالب م ۳۲۳، ابو الحسین علی بن محمد بن عبید م ۳۳۰، ابو الطیب
محمد بن جعفر بن دران البغدادی م ۳۵۷، ابو محمد عبداللہ م ۳۷۳. ابن حیان ابو مسلم عبدالرحمن
بن محمد بن عبداللہ البغدادی م ۳۷۵، محمد بن المظفر بن موسیٰ بن عیسیٰ ابو الحسین البغدادی
م ۳۷۹ ابراہیم بن عبدالصمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم وھو آخر من روی الموطا عن
ابی المصعب تمام مورخین اور تذکرہ نویسوں کا اتفاق ہے کہ دار قطنی نے بغوی سے بھی علم حدیث
اخذ کیا ہے اور بغوی کی وفات ۳۱۷ھ میں ہوئی اور دار قطنی کی پیدائش ذو القعدہ ۳۰۶ھ ہے
اس لحاظ سے بغوی کی وفات کے وقت دار قطنی کی عمر زیادہ سے زیادہ چار سال کی ہوتی ہے
چنانچہ ابو یوسف قواس کا بیان ہے کہ جب ہم بغوی کے پاس جاتے تھے تو دار قطنی بچے تھے
ان کے ہاتھ میں روٹی اور اس پر سالن ہوتا تھا اگر اس وقت کے سماع کو صحیح تسلیم کر لیا جائے
تو ان کے حافظہ اور ذوق و شوق کا ثبوت فراہم ہوتا ہے[2] لیکن پھر بھی بغوی سے روایت میں
دار قطنی تدلیس کرتے ہیں ابن طاہر کا بیان ہے کہ للدار قطنی مذھب خفی فی التدلیس
یقول فیما لم یسمعہ من البغوی قرئ علی ابی القاسم البغوی حدثکم فلان
نمبر ۱ ابو بکر البرقانی م ۴۲۵ ان کا نام صاحب تعلیق المغنی نے ابو بکر[3] محمد بن احمد ابن غالب
المعروف بالبرقانی لکھا ہے لیکن یہ صحیح نہیں محمد، ابو بکر برقانی کے والد کا نام ہے خود برقانی کا

۱ طرح التثریب ۲ تذکرہ ج ۳ ۳ تعلیق المغنی

نہیں اور طرح التشریح ۱ میں ہے ابومنصور محمد بن محمد بن احمد البرقانی، لیکن یہ بھی درست نہیں، یہاں نسبت میں اختلاط ہے یہ ابو منصور، برقانی نہیں بلکہ نوقانی ہیں، مشتبہ النسبۃ للذہبی میں ہے اس لئے اب صحیح نام ونسب اس طرح ہوا ابو بکر احمد بن محمد بن احمد بن غالب الخوارزمی البرقانی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ عبدالغنی منذری صاحب ترغیب وترہیب ..... ابو بسے (الدارقطنی) تلمذ وشاگردی کردہ اند لیکن منذری ترغیب وترہیب والے دارقطنی سے بہت متاخر ہیں اور ان کا نام عبدالعظیم زکی الدین م ۶۵۶ ہے اور جو دارقطنی کے شاگرد ہیں وہ عبدالغنی بن سعید الازدی المصری م ۴۰۹ھ صاحب کتاب المؤتلف والمختلف ہیں اور دوسرے تلامذہ| حافظ ابونعیم اصبہانی صاحب حلیۃ الاولیاء م ۴۳۰ھ حاکم صاحب مستدرک م ۴۰۵ھ تمام رازی صاحب فوائد مشہورہ م ۴۱۴ھ ابوحامد اسفرائنی ابوذر عبد بن احمد ہروی م ۴۳۴ھ، ابومحمد خلال، ابوالقاسم بن محسن، ابوطاہر بن عبدالرحیم، قاضی ابوالطیب طبری، ابوبکر بن بشران، ابوالقاسم حمزۃ السہمی م ۴۲۷ھ، ابومحمد جوہری، ابوالحسن بن الآبنوسی، عبدالصمد بن مامون، ابوالحسین بن المہدی بالیہ م ۴۶۵ھ، ابوجعفر محمد بن احمد بن محمود السمنانی، ابوسلیمان داؤد بن حبیب السینیزی، عبدالواحد ابن الحسن المقری الابہری عبدالوہاب بن عبداللہ المؤدب ابن الادرعی، ابومسعود صالح بن احمد، ابن الناطبی، ابوعبدالرحمٰن محمد بن الحسین السلمی م ۴۱۲ھ الحسن بن علی التمیمی الواقدی م ۴۴۴ھ

مشتبہ النسبۃ للذہبی میں ہے

البرقانی بالفتح برقان من قری خوارزم منہا الحافظ ابوبکر احمد بن محمد بن احمد بن غالب صاحب التصانیف	برقانی باء کے فتح کے ساتھ برقان خوارزم میں ایک گاؤں ہے، اسی گاؤں کے حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن احمد بن غالب صاحب تصانیف ہیں ان کی وفات ۴۲۵ھ میں ہوئی

۱؎ تذکرہ ج ۳ ۲؎ بستان المحدثین

سنہ ۴۲۵ھ وبنونین الاولیٰ مفتوحۃ	اور دونوں سے جس میں پہلے کو فتحہ یعنی نوقان
نوقان ھی قصبۃ طوس منھا	تو یہ طوس کا قصبہ ہے اور وہیں کے ابو منصور
...... وابو منصور محمد	محمد بن محمد بن احمد النوقانی ہیں دار قطنی سے
بن محمد بن احمد النوقانی	ان کے سنن کے راوی ہیں
حدث عن الدارقطنی بالسنن	

حافظ ابن حجر م ۸۵۲ھ لکھتے ہیں

البرقانی نسبۃ الی برقان من	البرقانی یہ برقان کی طرف جو خوارزم میں ایک
قری خوارزم الحافظ ابوبکر	گاؤں ہے۔ منسوب ہے۔ یہیں کے حافظ ابوبکر
احمد بن محمد بن (احمد بن)	احمد بن محمد بن (احمد بن) غالب صاحب تصانیف
غالب صاحب التصانیف مات	ہیں ان کی وفات ۴۲۵ھ میں ہوئی اور اگر با کو
سنہ ۴۲۵ھ وبالضم نسبۃ الی والد	ضمہ سے پڑھا جائے تو اس وقت جعفر کے والد
جعفر بن برقان ما علمتہ،	برقان کی طرف منسوب ہوتا ہے جہاں تک مجھ
وبنون مفتوحۃ وقبل القاف	کو علم ہے۔ اور اگر نون کو فتحہ اور بجائے رار کے
واو بدل الراء نسبۃ الی	واؤ کے ساتھ یعنی نوقان پڑھا جائے تو اس وقت
نوقان قصبۃ طوس منھا	میں یہ طوس کے قصبہ کی طرف منسوب ہوتا ہے
...... وابو منصور محمد	...... اور اسی خطہ کے ابو منصور محمد بن محمد
بن محمد بن احمد النوقانی	بن احمد النوقانی ہیں جو دارقطنی سے ان کے
حدث عن الدارقطنی بالسنن	سنن کے راوی ہیں۔

ادب ولغت | علمائے سلف لغت وادب کی طرف خاص طور پر اپنی توجہ مبذول کرتے تھے اور علم لغت کے بغیر کلام اللہ میں گفتگو کو ناجائز تصور کرتے تھے اس لئے محدثین کرام حدیث وفقہ

---

۱ یہی وجہ ہے کہ محدثین کرام ادب وزبان کے ماہر ہوتے تھے چنانچہ قتادہ مطابق ۱۱۸ھ کے متعلق ہے (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

سے پہلے علم ادب کی طرف رجوع کرتے تھے چنانچہ دارقطنی نے بھی پہلے اس طرف توجہ کی اور ائمہ وقت کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرکے ادب و شعر میں کمال حاصل کیا۔

ازہری کا بیان ہے کہ جب دارقطنی مصر پہنچے تو وہاں مسلم بن عبداللہ نامی مدینہ کے ایک علوی شیخ تھے ان کے پاس کتاب الانساب حصر بن داؤد زہیر بن بکار کی روایت سے تھی یہ انساب کے علاوہ اشعار کا بھی مجموعہ تھا اور اس میں دلچسپ ادبی لطافتیں تھیں، مسلم خود میدان فصاحت کے شہسوار اور عربی زبان کے ماہر تھے لوگوں نے دارقطنی سے سوال کیا کہ آپ اس کتاب کی قرأت کیجئے کیونکہ آپ کی زبان سے سننے کے لئے لوگ مشتاق ہیں انھوں نے قبول کرلیا اور اس کے لئے ایک وقت مقرر ہوا اور اہتمام کے ساتھ مجلس ترتیب دی گئی، مصر کے تمام اہل علم و ادب اور صاحب فضل و کمال اس ارادہ سے شریک ہوئے کہ دارقطنی کی غلطیوں یا لغزشوں پر گرفت کی جائے لیکن اس میں لوگ ناکامیاب رہے اور تمام حاضرین اس پر متحیر تھے شیخ علوی سے رہا نہ گیا اور وہ چلا اٹھے وعربیۃ ایضاً یعنی آپ کو عربی زبان پر بھی اتنی قدرت حاصل ہے۔[۲]

ان کو شعرا کے دیوان کے دیوان ازبر تھے نقیل[۳] کان یحفظ دواوین جماعۃ چنانچہ سید حمیری کا مکمل دیوان محفوظ تھا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کان راسا فی اللغۃ والعربیۃ وایام العرب والنسب (تذکرہ ج ۱) شعبہ م ۱۶۰ کا جو درجہ حدیث میں ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ان کے متعلق اصمعی جیسے ماہر علم وادب کا بیان ہے کہ لم یر احد قط اعلم بالشعر من شعبہ ابن المبارک المروزی م ۱۸۱ کے متعلق علماء کی رائے ہے کہ جمع العلم والفقہ والادب والنحو واللغۃ والزھد [۱] الانساب للسمعانی [۲] تذکرۃ الحفاظ ذہبی [۳] ان کی کنیت ابوالہاشم نام اسماعیل بن محمد معروف بہ سید حمیری ہیں علمائے ادب کا خیال ہے کہ جاہلیت و اسلام میں تین ہی شعرا بہت پرگو ہیں بشار ابوالعتاہیہ اور تیسرے سید حمیری ان کے مضامین بلند اور بندش چست ہوتی تھی، الفاظ غریبہ کے استعمال سے محترز اور محتاط تھے، ایک بار لوگوں نے ان سے شکایت کی کہ آپ عام شعرا کے دستور کے مطابق غریب

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

خلاصہ یہ کہ عربی زبان و ادب پر پورا عبور اور کافی مہارت تھی حقیقت تو یہ ہے کہ نہ صرف ادب سے بلکہ ہر علم و فن سے ان کو دلچسپی تھی ابو القاسم الازہری کا بیان ہے کہ جس علم کا تذکرہ آ جاتا ان کے پاس معلومات کا ذخیرہ ہی نکلتا محمد بن طلحۃ النعمانی دارقطنی کے ساتھ ایک روز دعوت میں شریک ہوئے جس میں کھانے کا ذکر چھڑ گیا پھر کیا تھا دارقطنی نے اس کے متعلق نوادرات و عجائبات کا انبار لگا دیا جس سے رات کا بیشتر حصہ ختم ہوگیا

دار قطنی پر شیعہ ہونے کا الزام یہ پہلے بیان کر چکا ہوں کہ دارقطنی دیوان سید حمیری کے حافظ تھے اور سید حمیری شیعہ بڑا دریدہ دہن گستاخ شاعر تھا اس لئے دارقطنی بھی تشیع کی طرف منسوب کئے گئے اور ان کو شیعہ کہا گیا حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں وھذا النسب الی التشیع ابن خلکان میں ہے فنسب الی التشیع من ذلک اور اس الزام کی تقویت اس سے بھی ہو جاتی ہے کہ جوزجانی صاحب کتاب الضعفاء م ۲۵۶ پر آپ نے جرح ایسے لفظوں سے کی ہے جو خاص

(بقیہ حاشیہ ص گذشتہ) الفاظ استعمال کیوں نہیں کرتے کہ اس کی تشریح آپ سے کرائی جاتی کہا کہ ایسا کلام جو دلوں کو بھائے اور قوت سامعہ محظوظ ہو یہ اس شعر سے بدرجہا بہتر ہے جس میں تعقید ہو اور طائر خیال کی بلند پروازی وہاں تک نہ پہنچ سکے، شراب کا دلدادہ تھا امرائے اہواز میں سے ایک نے سید حمیری کو دیکھا کہ چہرہ کا رنگ فق ہے پوچھا کیا بات ہے؟ کہا میں نے آپ کی وجہ سے شراب پینا چھوڑ دیا ہے اسی وجہ سے میری یہ زبوں حالی ہے امیر نے کہا نہیں اجازت ہے تم پیا کرو۔ سید حمیری نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے کیسے پیوں؟ امیر نے اپنے خازن سے کہا اکتب ھمتی دورق میبختج سید حمیری نے کہا اس میں بلاغت نہیں ہے بلکہ اس طرح کہئے اکتب ھمتی دورق میّ اور خنج کو حذف کر دیجئے میّ نبیذ کو کہتے ہیں، شاعرانہ کمال کے باوجود سید حمیری کا نام اور کلام دونوں صفحہ ہستی سے ختم ہوگیا اور لوگوں نے ان کو بھلا دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بعض ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے شان میں گستاخی اور سب و شتم کیا کرتا تھا نہایت بدزبان اور دریدہ دہن غالی شیعہ تھا، اسی کا کلام ہے انی امرؤ حمیری حین تنسبنی جدی رعین واخوالی ذو یزن ثم الولاء الذی ارجو النجاۃ بہ یوم القیامۃ للھادی ابی الحسن (ترجمہ) میں خالص حمیری ہوں اور میرے دادا رعین اور ماموں قلعہ یزن والے ہیں پھر ابو الحسن (علیؓ) کی محبت و ولایت مجھے حاصل ہے جو قیامت کے دن مری نجات کا ذریعہ ہوگی۔

عقائد شیعی کی صدا معلوم ہوتی ہے وہ الفاظ یہ ہیں وکان فیہ انحراف عن علی بن ابی طالب لیکن یہ محض الزام ہی الزام ہے اس کو حقیقت اور صداقت سے کوئی تعلق نہیں یہ ان کے علاوہ اور بھی سلف صالحین ہیں، جن پر شیعیت کا غلط الزام لگایا گیا ہے لیکن ان بزرگوں کو شیعہ کے خیالات فاسدہ، عقائد باطلہ، اور اوہام کاذبہ سے کوئی علاقہ نہیں جو اہل تشیع کے بنیادی عقائد ہیں، بعض فرعی خیالات میں اتحاد ہو یہ دوسری بات ہے، جس طرح حاکم کے متعلق حضرت شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں

معنی تشیع او آں است کہ قائل بود بہ تفضیل حضرت علیؓ بر حضرت عثمانؓ کہ مذہب جمعے از اسلاف ہم بود۔ لیکن حق تو یہ ہے کہ دارقطنی تو شیعہ کے اس قسم کے فروعی عقائد سے بھی بری تھے ان کا کوئی عقیدہ جمہور محدثین و سلف صالحین کے خلاف نہ تھا ابن طاہر کا بیان ہے کہ بغداد میں ایک بار تفضیل علی میں جھگڑا ہوا لوگ دارقطنی کے پاس پہنچے ان کا بیان ہے کہ میں نے (دارقطنی) اس مسئلہ میں خاموش رہنا پسند کیا مگر پھر خیال آیا کہ دین میں سکوت بہتر نہیں لہ اور کہا کہ حضرت عثمانؓ افضل ہیں کیونکہ تمام صحابہ کا اس پر اتفاق ہے اور یہی اہل سنت کا مسلک ہے اور اسی مقام سے رفض کی ابتدا ہوتی ہے جوزجانی کے متعلق جو انحراف عن علی فرمایا ہے اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ جوزجانی تفضیل علی کے قائل نہیں اس لئے ان پر جرح کی جا رہی ہے بلکہ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں گستاخی اور سوء ادبی کے کلمات استعمال کرتے تھے اس لئے ایسا کہا۔ ایک روز جوزجانی مرغی ذبح کرنے کے لئے آدمی تلاش کر رہے تھے اتفاق وقت کہ کوئی صاحب تیار نہ ہوئے تو انھوں نے کہا کہ تم لوگ مرغی ذبح کرنے سے بھاگتے ہو حالانکہ حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) نے ایک دن میں ستر ہزار آدمیوں کو ذبح کر ڈالا لہٰذا دارقطنی کا یہ جرح عقیدۂ شیعہ کے ماتحت نہیں ہے بلکہ اہل سنت کے صحیح الاعتقاد جذبات کے ماتحت ان پر جرح کی گئی ہے کیونکہ حضرت علیؓ کیا بلکہ کسی صحابہ رضوان اللہ علیہم کی شان میں گستاخی

لہ بستان لہ تذکرہ لہ خلاصہ خزرجی انصاری

اور سو راوی کو اہل سنت جائز نہیں قرار دیتے ہیں۔ بیر حبان تک، جوزجانی کی توثیق سے متفق جعابی کے متعلق فرماتے ہیں کان من الحفاظ الثقات المصنفین[1] ابن عقدہ م ۳۳۲ جو دار قطنی کے اساتذہ میں ہیں لیکن چونکہ وہ غالی شیعہ اور مثالب صحابہ کا املا کرایا کرتے تھے اس لئے دار قطنی ان سے خوش نہیں تھے ابو عبدالرحمن السلمی م ۴۱۲ھ نے جو دار قطنی سے علمی سوالات کرنے میں مشہور ہیں ایک روز ابن عقدہ کے متعلق پوچھا تو دار قطنی نے کہا حافظ محدث ولم یکن فی الدین بقوی لا ازید فیہ علی ھذا[2] ابن طاہر کا بیان ہے کہ دار قطنی کو میں نے کہتے ہوئے سنا کہ ہو (ابن عقدہ) رجل سوء[3]۔ ابن عقدہ کو رجل سوء کیوں کہا اور اس سے کیا مراد ہے؟ سنئے کانہ یشیر الی الرفض[4]، یہی سلمی ابن مظفر بغدادی م ۳۷۹ھ جو دار قطنی کے استاد اور برقانی کے خیال کے مطابق دار قطنی نے کئی ہزار حدیث ان سے حاصل کی ہیں ان کے متعلق دار قطنی سے دریافت کیا گیا کہ کیا یہ مائل بہ شیعیت ہیں؟ کہا ہاں مگر مقدار کم ہے جس سے ان شاء اللہ ضرر نہ ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ ایک ایسا شخص جو اپنے اساتذہ کو عقاید شیعی کی وجہ سے رجل سوء سے تعبیر کیا کرتا تھا ان پر شیعہ ہونے کا الزام کتنا بے بنیاد اور غلط الزام ہے ابن ذہبی فرماتے ہیں ما ابعدہ من التشیع[5] یعنی دار قطنی کو شیعیت سے دور کا بھی لگاؤ نہ تھا خطیب بغدادی ان کی صحت عقیدہ کی توثیق ان لفظوں میں فرماتے ہیں[6] مع الصدق وصحۃ الاعتقاد یعنی عقیدہ صاف اور صحیح تھا ابوذر ہروی کا بیان ہے کہ ایک روز دار قطنی کے ساتھ تھا اتنے میں قاضی ابو بکر آ گئے ان کو دیکھتے ہی دار قطنی نے چمٹا لیا اور ان کے رخسار کو چومنے لگے جب وہ چلے گئے تو میں نے پوچھا کون تھے؟ دار قطنی نے جواب دیا ھذا امام المسلمین والذاب عن الدین ابو بکر بن طیب باقلانی کا جو عقیدہ تھا وہ سب کو معلوم ہے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ وہ مذہب شافعی رکھتے[7] غرض ان تاریخی واقعات اور عملی شواہدات کے ہوتے ہوئے دار قطنی پر شیعہ ہونے کا کس طرح شبہ کیا

---

۱ تذکرہ ۲ ایضاً ۳ ایضاً ۴ میزان الاعتدال ۵ شرح التقریب ۶ بستان

جاسکتا اور یہ غلط الزام ہے جس سے دار قطنی کا دامن بالکل پاک و صاف ہے۔

قوت حافظہ نہایت ذکی و فطین تھے غضب کا حافظہ تھا، حافظہ کے بارے میں محدثین کرام کی جو تاریخی روایات مشہور ہیں اس کا ایک نمونہ اور مصداق آپ بھی تھے، کم سن ہی تھے کہ اسمٰعیل الصفار کی مجلس میں حاضر ہوئے موصوف املا کرا رہے تھے دار قطنی کے پاس رسالہ تھا اسے نقل کرنے لگے، اور سماع بھی جاری تھا حاضرین مجلس میں سے کسی نے کہا کہ آپ کا سماع صحیح نہیں کیونکہ آپ لکھتے جارہے ہیں دار قطنی نے کہا میں دونوں کام ساتھ ساتھ کرتا جارہا ہوں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ شیخ نے کتنی حدیثیں املا کرائی ہیں؟ کہا نہیں دار قطنی نے کہا اب تک ۱۸ حدیثوں کا املا ہوا ہے پہلی حدیث کی سند اس طرح ہے اور متن اس طرح دوسری حدیث کی سند اس طرح اور متن اس طرح ہے خلاصہ یہ کہ تمام احادیث کے متون و اسنادات کو بالتفصیل تبلا دیا۔ تمام حاضرین متعجب ہوئے[1] پھر محدثین نے اس واقعہ سے دوسرا مسئلہ استنباط کیا جس کے لئے اصول حدیث کا مطالعہ کیا جائے

سمعانی کہتے ہیں کہ وکان یضرب بہ المثل فی الحفظ[2]

سعید مؤدب کہتے ہیں کہ جب میں خطیب سے ملا تو کہا انت الحافظ ابوبکر خطیب نے کہا میں تو احمد بن علی الخطیب ہوں، حفظ تو دار قطنی پر ختم ہوگیا[3]۔

فطانت اور انتقال ذہنی بھی بلا کا پایا تھا ایک روز نفل نماز پڑھ رہے تھے پاس ہی ایک صاحب حدیث پڑھ رہے تھے اس میں ایک روای نسیر بالنون والسین مصغر تھا اس کو انھوں نے بشیر پڑھا دار قطنی نے نماز ہی میں کہا سبحان اللہ وہ شخص ہوشیار ہوگیا اور سمجھا کہ مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے جس کی طرف توجہ دلا رہے ہیں لیکن پھر تصحیح کرکے یسیر دبا لیا، پڑھا دار قطنی نے پھر سبحان اللہ کہا اب وہ چپ ہو رہے تو دار قطنی نے پڑھا ن والقلم وما یسطرون[4]۔

---

[1] مقدمہ ابن صلاح وتذکرہ [2] انساب [3] تذکرہ [4] بستان

اسی طرح کا ایک واقعہ اور ہے نماز ہی میں تھے کہ ایک شخص حدیث پڑھ رہے تھے انھوں نے عمرو بن شعیب کو عمرو بن سعید پڑھا دارقطنی نے سبحان اللہ کہا، قاری نے سند کا اعادہ کر کے خاموش ہو رہا آپ نے فوراً یہ آیت تلاوت کی یا شعیب اصلوتک تامرک[1]

رعب | دارقطنی کی مجلس میں بہت ہیبت و وقار طاری رہتا بڑے بڑے علما، فضلا جن کے علم و فضل کا غلغلہ بلند تھا ان پر بھی ایسی ہیبت طاری رہتی کہ چوں نہیں کرتے، محمد بن عمر الداؤدی کا بیان ہے کہ ابن شاہین دارقطنی کے ساتھ ایک مجلس میں جمع ہوئے لیکن ہیبت اور خوف سے ایک لفظ نہ بول سکے کہ شاید کوئی غلطی ہو جائے[2]۔

فقر و فاقہ | محدثین کرام کی ایک جماعت فقر و فاقہ میں مبتلا رہی ہے امام بخاری اور دیگر محدثین کو مالی مشکلات کی وجہ سے طرح طرح کی مصیبتیں جھیلنی پڑی ہیں لیکن کبھی بھی یہ مشکلات ان کے شاہراہ علم کے لئے سد راہ نہ بن سکیں عزم و ارادہ کی پختگی کے ساتھ علم دین کی لذت سے ایسے سرشار تھے کہ اپنی عسرت اور فقر و فاقہ کا احساس ہی نہیں تھا، بقی بن مخلد م ۲۷۶ اپنے متعلق فرماتے ہیں انی لاعرف رجلا کانت تمضی علیہ الایام فی وقت طلبہ لیس لہ عیش الا ورق الکرنب[3]

ابوبکر بن ابی داؤد کہتے ہیں

دخلت الکوفة ومعی درھم	جب میں کوفہ پہنچا۔ تو میرے پاس صرف ایک
واحد فاشتریت بہ ثلثین	درہم تھا جس سے میں نے باقلا خریدلیا اور
مدا باقلاء فکنت اکل منہ واکتب	اسی کو کھا کھا کر حدیثیں لکھتا رہا۔ جب تیس
عن الشیخ فما فرغ الباقلاء	ہزار حدیثیں ہیں لکھ چکا تو باقلا ختم ہوا
حتی کتبت عنہ ثلاثین الف حدیث	
مابین مقطوع ومرسل	

---

[1] بستان [2] تذکرہ [3] ایضاً

بالکل اسی طرح کا برقانی کا واقعہ ہے[1]

حفظت القرآن ومعی ثلاثة دینار	میں جب القرآن پہنچا تو میرے پاس کچھ روپے
ودرھم فضاعت الدنانیر	تھے مگر سب ضائع ہو گئے ایک درہم بچا رہا
وبقی الدرھم فدفعته الی خباز	جسے نانبائی کے حوالہ کیا اور اس کے عوض روز
فکنت آخذ منه کل یوم رغیفین	روٹی روز لیتا رہا۔ اور اپنے شیخ احمد بن بشر سے
وآخذ من احمد بن بشر جزء	مسودہ لے کر حدیثیں لکھتا رہا جس وقت نذرانہ
فاکتبه وافرغه بالعشی فکتبت	ختم ہوا ہے اس وقت میں تیس جزء لکھ چکا
ثلاثین جزء وفقد ما عند الخباز	تھا پھر چلا آیا

مسافرت

دارقطنی بھی ارباب علم وفضل کے اس وراثت سے محروم نہ رہے۔ ابتدائی عمر نہایت عسر وسکنت میں گذری، فراخی ووسعت کا نام ونشان نہ تھا مگر پھر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا کہ ابو الفضل کے پاس پہنچے انھوں نے ان کی بہت تعظیم وتکریم کی ان کے علم کی خوب قدردانی ہوئی اور بہت کچھ مال دیا جس سے فارغ البالی حاصل ہوگئی[2]۔

دارقطنی اور معاصرین | مشہور ہے کہ معاصرۃ سبب منافرت ہے اور اکثر بڑے بڑے بزرگوں کا دامن بھی اس سے ملوث ہے، امام بخاری، محمد بن یحیی الذہلی، یحیی بن معین، امام شافعی، ابن جریر طبری وغیرہم نے ایک دوسرے کے خلاف جو کچھ کیا وہ صرف معاصرۃ ہی کا اثر سمجھا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ محدثین کو کہنا پڑا فلا یلتفت الی کلام الاقران بعضھم فی بعض[3] لیکن دارقطنی کا دامن اس سے پاک رہا ہے معاصرین اور تلامذہ کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان تھے معاصرانہ رقابت ان کو کسی قابل قدر ہستی کی قدر افزائی سے باز نہ رکھ سکی اپنے ایک معاصر عبداللہ بن ابراہیم اسملی م ۳۹۲ھ کے متعلق کہتے ہیں اس شان کا آدمی میں نے نہیں دیکھا[4]۔

---

[1] ابن خلکان [2] تذکرہ [3] طرح التثریب ج ۱ [4] تذکرہ

دارقطنی جب مصر سے آئے تو برقانی نے سوال کیا کیا آپ نے کسی کو ایسا بھی پایا جس کو علم کا فہم ہو فرمایا مصر میں ایک نوجوان کو جسے عبدالغنی کہا جاتا ہے، آگ کا شعلہ ہے پھر آپ نے زبردست توصیفی کلمات سے ان کا ذکر کیا۔

دارقطنی معاصرین کی نگاہوں میں

دارقطنی کو معاصرین اور محدثین نے قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا، وہ ان کی نہایت عزت و احترام کرتے تھے حاکم فرماتے ہیں دارقطنی حفظ، فہم، ورع میں یگانۂ روزگار اور قرأۃ و نحو کے امام تھے ان کے متعلق جو کچھ میں نے سنا تھا اس سے زیادہ ہی پایا ابوذر ہروی کہتے ہیں میں نے حاکم سے پوچھا کیا آپ نے دارقطنی جیسا کسی کو دیکھا ہے؟ کہا خود انھوں نے اپنے جیسا نہیں دیکھا ہے میں کیا دیکھوں گا قاضی ابوالطیب فرماتے ہیں دارقطنی ملک حدیث کے امیرالمومنین ہیں" خطیب بغدادی فرماتے ہیں دارقطنی اعجوبہ روزگار فریدالدہر اور اپنے زمانہ کے امام تھے ان پر معرفۃ علل و اسماء الرجال و حدیث کا علم منتہی ہوگیا، حدیث کے علاوہ کئی علوم میں دستگاہ رکھتے تھے حافظ عبدالغنی بن سعید فرماتے ہیں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تین شخص اپنے اپنے وقت کے بہترین کلام کرنے والے ہیں علی بن المدینی، موسیٰ بن ہارون دارقطنی عبدالغنی جب بھی ان کا تذکرہ فرماتے "استاذی" کہتے ذہبی فرماتے ہیں میں روئے زمین پر پھر ان جیسا کسی کو نہ پایا۔

تحدیث نعمت

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم و فضل عطا کیا تھا اور جو تفوق و منزلت حاصل تھی اسے اچھی طرح سمجھتے تھے چنانچہ کبھی کبھی تحدیث بالنعمۃ کے طور پر اظہار بھی کرتے تھے ابوالقاسم ازہری کا بیان ہے کہ دارقطنی سے ابن ابی الفوارس نے کسی حدیث کی علت یا راوی کے متعلق سوال کیا جواب سے فارغ ہو کر کہا ابوالفتح! اب ان سب چیزوں کا جاننے والا مشرق و مغرب میں میرے سوا اور کون ہے؟

ایک دن لوگوں نے پوچھا کیا آپ نے اپنے جیسا بھی کسی کو دیکھا ہے تو یہ آیت پڑھ کر خاموش

۱؎ تذکرہ ۲؎ بستان

چور ہے فلا تزکوا انفسکم الخ اور کچھ جواب نہ دیا لیکن لوگوں نے اصرار کیا تو فرمایا اگر کوئی ایک فن مراد ہے تو بے شک میں نے اپنے سے اعلیٰ و افضل لوگوں کو دیکھا ہے اور اگر وہ تمام فنون مراد ہیں جو مجھ میں ہیں تو ایسا آدمی میں نے نہیں دیکھا ہے[۱]

ابو الطیب طبری کا بیان ہے دار قطنی کی مجلس میں حاضر ہوا اور مَسِّ ذکر کی حدیث جس کے طرق کو دار قطنی نے جمع کیا تھا پڑھی جا رہی تھی قاری فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا اگر اس وقت امام احمد بن حنبل بھی حاضر ہوتے تو وہ بھی ان احادیث سے استفادہ کرتے[۲]

نرم مزاجی | نہایت نرم مزاج اور رقیق القلب تھے بہت جلد آبدیدہ ہو جاتے آپ کے استاد ابو بکر الرملی ابن نابلسی جو قید کر کے دار پر چڑھائے گئے تھے ان کا تذکرہ جب بھی آپ کے سامنے آتا تو رو دیتے اور فرماتے کہ جس وقت ان کی کھال ادھیڑی جا رہی تھی اس وقت یہ آیت ان کی زبان پر تھی کَانَ ذَالِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا[۳]

انکساری | منکسر المزاج اور متواضع تھے اور علم سے جو خاکساری و تواضع پیدا ہونی چاہئے بدرجہ اتم موجود تھی کبھی بھی کسی چھوٹے سے علم حاصل کرنے میں جھجکتے نہیں تھے فرماتے ہیں من احب ان ینظر تصور علمہ فلینظر فی علل حدیث الزھری لمحمد بن یحییٰ الذھلی (م ۲۵۸ھ)

عبد الغنی الازدی المصری جو آپ کے تلامذہ میں ہیں ان کا بیان ہے کہ جب میں المؤتلف والمختلف لکھنے لگا تو دار قطنی پہنچے اور میں نے اس سلسلہ میں ان سے استفادہ کیا اور ان تمام مضامین کو مؤتلف و مختلف میں جمع کر دیا جب تصنیف سے فراغت ہو گئی تو استاذ نے مجھ سے کہا اس کی قراءۃ کیجئے تاکہ مجھ کو آپ سے سماع ہو جائے میں نے کہا حضرت! اس میں جو کچھ ہے سب آپ ہی کا توفیض ہے فرمایا یہ سب کچھ نہیں سنا جائے گا تم نے جو کچھ لیا ہے وہ مجھ سے متفرق لیا ہے اور اس میں سب مجتمع ہیں اس کے علاوہ اس میں آپ نے دوسرے شیوخ سے بھی استفادہ کیا ہے غرض ان کے اصرار پر میں نے قرأت کی[۵]

---

[۱] بستان [۲] ابن خلکان [۳] انساب سمعانی [۴] معجم البلدان [۵] تذکرہ ج ۲ [۶] ایضاً ج ۳

شگفتگی | مزاج میں شگفتگی اور تفریح بھی تھی ایک روز ابوالحسن بیضاوی نے ایک شخص کو جو حدیث کی طلب میں آیا تھا ان کے سامنے پیش کیا اور کہا یہ شخص مسافر ہے آپ کچھ املا فرمایئے دار قطنی نے معذرت کی اور کہا کہ فرصت نہیں ہے لیکن بیضاوی کب ماننے والے تھے اصرار کیا آخر دار قطنی نے ایک حدیث املا کرائی جس کو تقریباً بیس طرق اور سند سے روایت کی اور سب کا متن یہ تھا نعم الشیئ الھدیۃ امام الحاجۃ دوسرے روز وہ صاحب پھر آئے اور مناسب ہدیہ لے کر آئے دار قطنی نے ان کو اپنے پاس بٹھایا اور ایک حدیث سترہ طرق سے املا کرائی متن ان سب حدیثوں کا یہ تھا۔ اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ۔

دار قطنی کا علم و فضل میں اپنے وقت کا امام ہونا اور مختلف علوم و فنون میں ان کا تفوق مسلم ہے خصوصاً علم حدیث کے ہر شعبہ میں جو ان کی خدمات جلیلہ ہیں وہ تاریخ کے سینے پر ثبت ہیں علم حدیث کے ہر موضوع پر نہایت قابل قدر تصنیفات ہیں جنہیں ارباب علم و فضل نے بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا اور ان کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی ذیل میں ہم ان کی تصانیف سے ناظرین کو روشناس کرانا چاہتے ہیں اس تذکرے سے ان کے تبحر علمی کا اندازہ ہو سکے گا۔

سنن دار قطنی | تیسری صدی حدیث کی ترتیب و تدوین کے لحاظ سے نہایت مبارک و مسعود زمانہ رہی ہے سنت کی خدمت اور اس کی تحیص اور رواۃ کا نقد اسی زمانہ میں ہوا اس کے قبل جتنی کتابیں تالیف ہوئیں وہ سب کی سب اقوال صحابہ و فتاوی تابعین سے مخلوط و ممزوج ہوا کرتی تھیں لیکن اس دور میں تالیف کا طریقہ ہی بدل گیا اور نئی راہ نکالی گئی اور صرف مسند کو جمع کیا جانے لگا لیکن صحیح و سقیم رطب و یابس کا امتیاز نہیں کیا گیا اور ہر صحیح و ضعیف کو جگہ دے دی گئی، نتیجہ یہ ہوا کہ جو ارباب نظر و فکر تھے ان کے لئے سخت دشواری پیش آئی لیکن امام بخاری م ۲۵۱ و امام مسلم م ۲۶۱ و دیگر ائمہ جہابذہ نے اس کوتاہی کو محسوس

لہ بستان

کرتے ہوئے ایسی کتابیں تدوین کیں جن کی نظیر دنیا کی کسی زبان و مذہب میں نہیں ملتی چوتھی صدی کے ارباب علم بھی اسی نقش قدم پر چلنے لگے اور ان کا کام زیادہ تر افتراء کا رہا۔ اس صدی کی مشہور کتاب معجم طبرانی م ۳۶۰ (کبیر و صغیر و اوسط) سنن دار قطنی م ۳۸۵ صحیح ابن حبان م ۳۵۴ وغیرہ ہیں دار قطنی اور ان کی تصانیف کو قدر سے دیکھا گیا اور اس سے فائدہ پہنچا ابن صلاح کا بیان ہے کہ سات حافظ ایک ہی طبقے میں ایسے ہیں جن کی تصانیف اچھی ہیں اور ہمارے زمانہ میں اس سے فائدہ عظیم ہوا ان میں سے ایک ابو الحسن علی بن عمر الدار قطنی ہیں، سنن دار قطنی اسی دور کی قیمتی کتاب ہے جس نے عوام و خواص میں مقبولیت حاصل کی علامہ سیوطی اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے کہ بخاری و مسلم کے علاوہ جو صحیح حدیثیں ہیں ان کی صحت اور تلقی بالقبول کا معیار کیا ہوگا؟ فرماتے ہیں اس کے متعلق علمائے حدیث کا یہ مسلک ہے کہ جب معتمد مصنف یا معتمد تصنیف میں اس کی صحت کی تصریح کردی جائے تو وہ حدیث صحیح ہوگی اس مقام پر معتمد تصانیف کو علامہ موصوف شمار کراتے ہیں اور اس میں دار قطنی کا بھی ذکر ہے، فرماتے ہیں کسنن ابی داؤد، والترمذی، والنسائی وابن خزیمہ والدار قطنی والحاکم والبیہقی وغیرہ[2] کشف الظنون نے حدیث کی صحیح کتابوں میں دار قطنی کو داخل کیا ہے الا ان السلف والخلف قد اطبقوا علی ان اصح الکتب بعد کتاب اللہ سبحانہ وتعالیٰ البخاری ثم مسلم ثم الموطا ثم بقیۃ الکتب الستۃ وھی ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ والدار قطنی[3] بالکل اسی طرح کا خیال طاش کبری زادہ نے بھی ظاہر کیا ہے علمائے متاخرین نے اس کو اپنی تصنیفات کا موضوع قرار دیا اور اس پر کام کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے دس کتابوں پر اطراف لکھی ہے جس کا نام اتحاف المہرۃ باطراف العشرہ ہے ان دس[4] میں دار قطنی بھی شامل

---

[1] مقدمہ ابن صلاح [2] تدریب [3] کشف الظنون [4] بقیہ کتابیں یہ ہیں موطا مالک، مسند شافعی، مسند احمد، مسند دارمی، ابن خزیمہ، منتقی ابن جارود، صحیح ابن حبان، مستخرج ابی عوانہ، مستدرک حاکم، شرح معانی الآثار، اور ایک دار قطنی کل گیارہ کتابیں ہو جاتی ہیں مگر دس ہی کا اعتبار کیا ہے صحیح ابن خزیمہ ...
(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

ہے علامہ ابن الملقن م ۸۰۴ھ نے حدیث کی چھ کتابوں کے رجال پر کام کیا ہے اس چھ میں دارقطنی بھی ہے علامہ عراقی نے سنن دارقطنی کے ان رجال پر کام کیا ہے جو تہذیب کے علاوہ ہے علامہ سیوطی نے جامع صغیر میں جن کتابوں کی احادیث کی تخریج کی ہے ان میں ایک سنن دارقطنی بھی ہے اور اس کی علامت قط، ہے۔

علامہ شمس الحق ڈیانوی البہاری صاحب عون المعبود نے سنن دارقطنی پر تعلیق لکھی ہے جس کا نام تعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی رکھا ہے اور سنن کو معہ تعلیق کے شائع کیا ہے۔

سنن دارقطنی کے چند نسخے ہیں (۱) ابوبکر محمد بن عبدالملک بن بشران الحافظ (۲) ابوطاہر محمد بن احمد بن محمد بن عبدالرحیم الکاتب (۳) ابومنصور محمد بن محمد النوقانی (۴) ابوبکر احمد ابن محمد بن احمد بن غالب البرقانی (۵) ابوالطیب طاہر بن عبداللہ بن طاہر الطبری (۶) ابوالحسن محمد بن علی م ۴۶۵ھ اول الذکر تینوں نسخوں میں اصولاً فرق نہیں ہے صرف تقدیم و تاخیر اور رواۃ کے نسب و نسبت میں زیادتی و نقصان کا تھوڑا فرق ہے ابوالحسن سب سے آخری شاگرد اور آخری راوی ہے، ہندوستان میں ابن بشران کا نسخہ ہے۔

اس سنن کی سب سے اعلیٰ سند پانچ واسطہ سے ہے سب سے پہلی حدیث قلتین والی ہے اس حدیث کے طرق و اسانید میں مبالغہ سے کام لیا ہے اور تحویل پر تحویل کرتے چلے جاتے ہیں تقریباً ۴۵ سندوں سے اس کو ذکر کیا ہے جس سے دارقطنی کے قوت حافظہ اور استیفاء تام کا پتہ چلتا ہے پہلی سند حضرت جابر بن عبداللہ سے ہے جس کے الفاظ یہ ہیں اذا بلغ من الماء قلتین فما فوق ذلک لم ینجسہ شئ ایک حضرت ابن عباسؓ سے پایہ الفاظ ہے اذا کان الماء قلتین فصاعدا لم ینجسہ شئ اور باقی حضرت ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کا شمار نہیں کیا ہے کیونکہ حافظ ابن حجر کے پاس صحیح ابن خزیمہ کا نسخہ ناقص تقریباً ایک ربع اس لئے نام باطراف المعشرہ ہی رکھا اس کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ ماہلیہ آستانہ میں موجود ہے (بخط الحافظ ابن فہد) اور حیدرآباد میں بھی ہے ۔ بقیہ کے نام یہ ہیں مسند احمد۔ صحیح ابن خزیمہ۔ صحیح ابن حبان۔ مستدرک حاکم۔ بیہقی ۔ لبستان۔

یا ابن عمر عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

دار قطنی، سنن میں پہلے حدیث کے تمام طرق کو جمع کر دیتے ہیں پھر اس کے مسند پر کلام کرتے ہیں اگر راوی ضعیف ہے تو اس پر جرح کرتے ہیں پھر حدیث حسن یا ضعیف ہوتی تو اس کی تصریح کر دیتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے یا ضعیف۔

حدیث حسن کے شناخت کا ذریعہ مشائخ متقدمین جیسے امام احمد و بخاری رحمہما اللہ وغیرہما کے متفرق کلام ہیں یا پھر جامع ترمذی ہے لیکن اس کے نسخے مختلف ہیں اس لئے صحیح طور پر پتہ چل نہیں سکتا الا یہ کہ معتمد نسخہ مل جاتے اور پھر تیسرا ذریعہ سنن دار قطنی ہے کیونکہ یہ اپنے سنن میں نص کر دیتے ہیں اور تصریح کر دیتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔

پھر فقہا کے مذاہب کو بیان کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ معرفت بمذاہب الفقہا میں بھی ان کو بہت بلند مقام حاصل ہے۔ (باقی آئندہ)

لہ مقدمہ ابن صلاح

مرزا شوق لکھنوی کا تنقیدی مطالعہ

از

پروفیسر خواجہ احمد فاروقی

مرزا شوق، جانِ عالم واجد علی شاہ کے اس لکھنؤ کا شاعر ہے جہاں ہر منظر جنت نگاہ اور ہر گوشہ بساط، دامانِ باغباں بنا ہوا تھا نظارۂ جمال بھی تھا اور شوق وصال بھی۔ جامِ بلور بھی تھا اور زہرۂ جبیں بھی۔ صراحیٔ مے ناب بھی تھی اور سفینۂ غزل بھی۔ اس کا تنقیدی مطالعہ نہ صرف لکھنوی ادب کے محرکات اور میلانات کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے بلکہ اس تہذیبی ماحول کو جاننے کے لئے بھی۔ جب یہ معلوم ہوتا تھا کہ حکمِ قضا کو جامِ شراب کی گردش سے پھیر دیا گیا ہے اور شام و سحر کی یہ رنگینیاں قایم ہو کر رہ گئی ہیں قیمت علاوہ محصول ڈیڑھ روپیہ۔ ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ برہان، دہلی ۶ اور محمد اسلم ۵ عماد الملک روڈ علی گڑھ۔